© rasailojaraid.com

کیا عورت مردوں کی امام بن سکتی ہے؟

محترم ڈاکٹر محمد حمید اللہ (پیرس)

ایک خادم علم اور طالب علم کی حیثیت سے میری ہمیشہ کوشش رہتی ہے کہ آیت کریمہ "و قل رب زدنی علما" کی تعمیل اس طرح کروں کہ روز مرہ کی سیاست میں گھسیٹ نہ لیا جاؤں' بلکہ پورے سکون کی حالت میں' علم کو علم کی خاطر ڈھونڈوں۔ مگر چلتی ہماری نہیں' بلکہ اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔

کیا عورت کسی مسجد میں نہ صرف نماز پڑھ سکتی' بلکہ وہاں امام بن کر نماز پڑھا بھی سکتی ہے یا نہیں؟ آج نہیں اب سے بارہ سال پہلے عزیز بہاولپور کی موقر جامعہ میں اس موضوع پر کچھ باتیں عرض کرنے کا موقع ملا تھا۔ بات نئی تھی مگر ایجاد بندہ نہ تھی' بلکہ حدیث و تاریخ اور سیرت النبی کی روشنی میں جواب دیا گیا تھا۔ لیکن تب وہ سیاسی نہیں بلکہ خالص علمی تلاش و تحقیق سمجھی گئی اور سکون سے سنی اور پڑھی گئی۔ "خطبات بہاولپور" جلد کتابی صورت میں چھپے' اب تک میرے علم میں اس کے چار ایڈیشن نکلے ہیں' اور اب ان کا انگریزی ترجمہ بھی کرایا جا رہا ہے۔ اس موضوع پر علمی بحثیں بھی چھپی ہیں لیکن میرے پاس وسائل نہیں کہ اپنے مافی الضمیر اور اپنے جواب کو ہر وقت چھپوا بھی سکوں۔ تنقید کے جواب کو چھاپنا صحافت کا اخلاقی فریضہ ہے۔ لیکن حق الگ چیز ہے' اور اس کا تحقق الگ چیز ہے۔ مشیتہ اللہ غالبتہ۔

اس اثناء میں بدقسمتی سے یہ مسئلہ سیاسی سا بن گیا ہے' جو علمی نقطۂ نظر سے افسوسناک بات ہے۔

میری ناچیز تحقیق میں' جیسا کہ آگے کچھ تفصیل آئیگی' عورت کا مسجد کا امام بننا جائز ہے۔ جو لوگ اس خیال سے متفق نہیں ہیں ان کا بیان اخباروں میں چھپی ہوئی خبروں کے مطابق یہ ہوا ہے کہ علماء کا "متفقہ فیصلہ ہے کہ عورت کی امامت جائز نہیں"۔ (روزنامہ جنگ' ۷ مئی ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۲)۔ اگر اپنی ہیمدانی کا معترف' میں اپنی "پرانی" رائے پر تاحال قائم ہوں تو یہ علماء کرام کی توہین کے لئے نہ سمجھا جائے' بلکہ یہ کہ وہ اس حدیث سے استدلال کرنا ہے کہ "اختلاف امتی رحمتہ" مجھے اپنی ناچیز رائے پر اصرار نہیں ہے بلکہ اہل پاکستان سے صراحت کے ساتھ عرض کرونگا کہ وہ اپنے ملک کے وقیع علماء ہی کی بات مانیں۔ صرف اتنا ہو کہ بیانات کی تصریف نہ کی جائے۔ مثلا روزنامہ جنگ کی مذکورہ خبر' اور اس سے ایک دن پہلے کی مماثل خبر میں مجھ ناچیز کی طرف یہ بیان بھی منسوب کیا گیا ہے کہ "حضورؐ نے کسی عورت کی امامت میں نماز ادا کی تھی"۔ یہ محض غلط بیانی اور اتہام ہے۔ میں نے ایسا کبھی بیان نہیں کیا اور علمی و تاریخی نقطۂ نظر سے یہ غلط اور نامعقول بات ہے یہ بھی کہتا چلوں کہ میں تاریخ کا طالب علم نہیں رہا۔ اور تاریخ دانی کا مدعی بھی نہیں میں ہیمداں ہوں۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا

یہ عہد نبوی میں مدینہ منورہ کے قبائل انصار کی ایک ممتاز خاتون تھیں' اور ان قابل رشک افراد میں سے تھیں جن کی خود قرآن مجید نے پر زور اور طویل تعریف کی ہے "دیکھئے سورہ حشر ۵۹/۹"۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدینے کی اولین مسلمان عورتوں میں سے تھیں' اور حب رسول سے سرشار۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی حافظ قرآن بھی تھیں یعنی جیسے جیسے قرآن نازل ہوتا وہ اسے فوراً حفظ کر لیتی تھیں۔ ۲ھ کے غزوہ بدر کے وقت وہ رسول اللہؐ کے ہاں حاضر ہوئیں اور اصرار کیا کہ انہیں فوج میں بھرتی کر لیا جائے رسول اللہؐ نے سمجھایا کہ یہ خطرناک معرکہ ہے۔ اس عاشق اسلام بی بی کا جواب یہ تھا "میں تو جنگ میں شہید ہی ہونا چاہتی ہوں" اس پر رسول اکرم نے فرمایا کہ تم ایک دن شہید ہی مرو گی، لیکن موجودہ معرکہ میں تمہاری شرکت مناسب نہیں خادم رسولؐ حضرت انسؓ کی والدہ وغیرہ وہاں متعدد عورتوں ایسی تھیں کہ ان کو سورما سپاہی کہے بغیر چارہ نہیں۔ رسول اللہ ان عورتیں کے ہاں دلجوئی کے لئے اکثر بلکہ خاصی پابندی سے جایا کرتے تھے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ حضور اکرمؐ حضرت ام ورقہؓ کے ہاں ہر ہفتہ جایا کرتے تھے اور بی بیؓ کی ضیافت کو قبول فرمایا کرتے تھے۔ یقیناً" و بداہتاً" بی بیؓ کی تعلیم و تربیت بھی ہوتی تھی اور بی بیؓ کی صلاحیتوں سے واقف ہونے کا موقع ملتا تھا۔ ان حالات میں حیرت نہ ہو کہ رسول اکرمؐ نے بی بیؓ کو ان کے محلے کی مسجد کا امام نامزد فرما دیا زیادہ تفصیلیں مذکور نہیں۔ ممکن ہے حضرت ام ورقہؓ نے مسجد خود بنائی ہو۔ یا یہ کہ انہیں ایک کشادہ مکان وراثت میں ملا اور ان کی ذاتی ضرورتوں سے زیادہ تھا تو وفور ایمان میں اسے مسجد بنا دیا ہو اور وہ صرف رہائشگاہ اور گھر نہ رہا، بلکہ پورے محلے یا قبیلے کے لئے نماز گاہ بن گیا۔ جب وہاں پنج وقتہ نمازیں پابندی سے ہونے لگیں تو مسجد کی ضرورت سے رسول اللہؐ نے وہاں ایک موذن بھی مقرر فرما دیا۔

اس قبیلے کے ایک راوی نے بعد کے زمانوں میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے اس موذن کو خود دیکھا ہے، وہ ایک معمر شخص تھے۔ صراحت تو نہیں ہے لیکن گماں ہوتا ہے کہ اس موذن کا معمر ہونا اس زمانے سے متعلق ہے جب حضرت ام ورقہ ہنوز زندہ تھیں اور یہ کہ رسول اللہؐ کا اس سے منشا یہ تھا کہ عورتوں کی مسجد کا موذن ہو تو مرد لیکن کوئی معمر بوڑھا تاکہ اذان کے بعد وہ اسی مسجد میں جائے اور عورتوں کے ساتھ نماز پڑھے تو زیادہ قبیح نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ موذن غلام نہ تھا بلکہ ایک آزاد مرد

مسجد کی نماز میں وہ موذن تنہا مرد ہی نہ ہوتا تھا۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ بی بیؓ کی ملکیت میں دو غلام تھے۔ وہ بھی نماز باجماعت میں یقیناً" شریک رہتے تھے۔ مزید برآں یہ بھی ممکن ہے کہ وقتاً" فوقتاً" بی بیؓ کے بعض رشتہ دار اور ہم قبیلہ ان سے ملنے کے لئے آتے ہوں اور گفتگو کے دوران نماز کا وقت آجائے اور اذان بھی دے دی جائے تو وہ وہیں ٹھیرے رہتے ہوں اور جماعت میں شریک ہو کر بی بیؓ کی امامت میں نماز پڑھا کرتے ہوں۔ موذن اور امام غالباً" صف اول میں ہوتے اور دیگر شریک نماز عورتیں ان کے پیچھے یہ ظاہر ہے کہ غلام اپنی ہی مالک عورت کا امام نہیں بن سکتا تھا جبکہ وہ عورت امام کا عہدہ بھی رکھتی ہو۔

ابھی بیان ہوا کہ بی بیؓ کی ملکیت میں ایک غلام اور ایک لونڈی بھی تھی۔ بی بیؓ بہت مخیر تھیں اور انہوں نے اپنے وفور ایمان میں ان دونوں کو کہہ دیا تھا کہ فی الحال میری خدمت اور گھر کا کام کاج تو کرتے رہو لیکن جب میں مرجاؤں تو تم فوراً" خود بخود آزاد ہو جاؤ گے "جسے شرعی اصطلاح میں مدبر بنانا کہتے ہیں" لیکن ان ناشکروں بدبختوں کو قبل از وقت آزادی کا شوق ہوا تو انہوں نے ایک دن بی بیؓ کو قتل کر ڈالا اور فرار ہو گئے۔ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ پولیس نے آسانی سے ان کو گرفتار کر لیا اور انہیں مستحقہ سزائے موت بھی ملی اور ضمناً" رسول اللہؐ کی حضرت ام ورقہؓ کو کہی ہوئی پیشینگوئی بھی پوری ہو گئی کہ "تم ایک روز شہید ہی مرو گی"۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت ام ورقہ کا قصہ حدیث کی متعدد کتابوں میں ہے سنن ابی داود صحاح ستہ کہلانے والی حدیث کی مستند ترین کتابوں میں سے ایک ہے وہاں اس کا ذکر آیا تو اس کا عنوان ہی یہ دیا گیا ہے "باب امامہ النساء" عہد نبوی میں ایسی مزید مثالیں نہیں ملتیں۔ گویا اس کا جواز بتانے کیلئے رسول اکرمؐ نے ایک مرتبہ فرمایا دوسرے الفاظ میں ضرورت پر ہم ایسا کر سکیں۔ بے ضرورت وہ ناپسندیدہ ہی سمجھا جائیگا۔ ایک ضمنی بات شاید یہ بڑھائی جا سکتی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ غالباً" یہ اس وقت ہوتا ہوگا جب رسول اکرمؐ کسی غزوے پر باہر سفر پر گئے ہوں اور حضرت عائشہ مدینے میں رہ گئی ہوں اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ نماز باجماعت اپنے کمرے ہی میں پڑھ لیا کرتی ہوں۔

توجیہات

جب خطبات بہاولپور میں میرا بیان حضرت ام ورقہؓ کی امامت کے متعلق پڑھا گیا تو جن لوگوں کو وہ بات پسند نہ تھی، ان میں سے بعض نے بے سوچے سمجھے فوراً" یہ تردیدی بیان شائع کیا کہ بی بی اپنے اہل بیت کی امامت کرتی تھیں میں نے یہ جواب شائع کیا ہے کہ متعلقہ حدیث میں "اہل ' نہیں ہے' "اہل دارھا"۔ اور دار سے مراد محلّہ یا کالونی ہے اور عجلت میں ان اہل علم نے اس پر بھی توجہ نہ کی کہ بی بیؓ کا ایک غلام بھی گھر میں رہتا تھا

علمی نقطہ نظر سے مسئلہ اہم ہے اب تک جو اختلافی بیان چھپے ہیں وہ ناکافی نظر آتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ حضرت ام ورقہؓ کی ایک مفصل تر سوانح عمری تیار کر کے شائع کی جائے جس میں سارے متعلقہ مباحث ہوں واللہ المستعان

ماہنامہ الشریعہ اور شاہ ولی اللہ یونیورسٹی

گذشتہ شمارہ میں ماہنامہ الشریعہ کو شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے باقاعدہ آرگن کی حیثیت دینے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن بعض امور پر اتفاق رائے نہ ہونے کے باعث اس پر عملدرآمد مشکل ہو گیا ہے۔ اس لیے "الشریعہ" حسب سابق الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام شائع ہوا کرے گا۔ البتہ پہلے کی طرح شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کی غیر مشروط اور بے لوث خدمت جاری رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز (ادارہ)

© rasailojaraid.com